فقہی فرقہ واریت کے ذمہ دار

دینی مدارس یا ایوانِ اقتدار

علامہ محمد اعظم سعیدی

آج کل اخبارات اور رسائل و جرائد میں آئے دن فقہی اختلافات اور معتقداتی مناقشات کو فرقہ واریت کا نام دے کر مذہبی حلقے کو ہدف تنقید بنایا جا رہا ہے، خاص طور پر ایوانِ اقتدار کے خوشہ چیں ان فقہی اختلافات کو بنیاد بنا کر اپنی منجنیق سے دینی مدارس پر نہ صرف سنگباری کر رہے ہیں بلکہ جلالی لب و لہجے میں دینی مدارس پر شب خون مارنے کی دھمکیاں بھی دے رہے ہیں جس کے نتیجے میں دینی مدارس کے وقار وشرف پر دھبہ لگ رہا ہے نیز جس کثرت اور مہارت سے پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے ایسے میں عامۃ المسلمین کا اس سے متاثر ہونا بدیہی امر ہے، آیئے ان اختلافات کے پس منظر اور پیش منظر پر ایک غواصانہ نظر ڈالتے ہیں۔

عام طور پر تین طرح کے اختلافات سامنے آ رہے ہیں: (۱) اجتہادی اختلاف، (۲) فروعی اختلاف، (۳) نظریاتی اختلاف۔ اول الذکر دونوں اختلاف یعنی اجتہادی اور فروعی اختلاف تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حینِ حیات ہی صحابہ کرام کے درمیان رہے ہیں پھر تابعین، سلف صالحین اور آئمہ ہدیٰ کے درمیان بھی رہے ہیں، یہ اختلافات اپنی حدود میں رہتے ہوئے سراپا رحمت ہیں اور انہی اختلافات کے باعث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نہ کوئی سنت کسی نہ کسی شکل میں زندہ و محفوظ رہی، گویا اجتہادی اور فروعی اختلاف نہ صرف ایک ناگزیر اور فطری چیز ہے بلکہ یہ اختلاف رحمت ہے، پھر یہ آئمہ اجتہاد قرآن وسنت کے ماہر اور شریعت کے نکتہ شناس تھے، ذکاوت، امانت، دیانت میں یکتا اور صائب الرائے تھے، فہم و بصیرت، زہد وتقویٰ اور خدا شناسی میں ان سے بڑھ کر امت میں کوئی شخص پیدا نہیں ہوا، آئمۂ ارشاد و ہدایت (اولیاء کرام) جو علم کے جبال اور کشف والہام کے بحور بیکراں تھے وہ سب ان آئمہ اجتہاد کے پیروکار تھے۔ مطلب یہ کہ اجتہادی وفروعی اختلاف کوئی آج کی پیداوار نہیں، اس کا آغاز خیر القرون سے اظہر من الشمس ہے

بکثرت مسائل میں صحابۂ کرام کے جوابات باہم متعارض ہیں اسی طرح طریق اجتہاد، استدلال، استخراج اور استنباط میں بھی تعارض و تناقض رہا ہے، اسی طرح آئمہ محدثین کے مابین کسی روایت کے ردو قبول میں استثنائات ہیں، پھر آئمہ فقہاء کے طریق استنباط مسائل میں بھی فرق رہا، ان کے طریق قیاس و اجتہاد میں بھی فرق رہا، امام ابو یوسف اور امام محمد (صاحبین) نے اپنے استاذ امام اعظم ابوحنیفہ سے فقہی اختلاف کئے، امام بخاری نے اپنے استاذ امام احمد بن حنبل سے ایک حدیث بھی براہ راست نقل نہیں کی، ان تمام اختلافات کے باوجود باہمی رواداری، عزت نفس اور میل ملاقات باہمی تعلقات میں کبھی فرق نہیں آیا۔

الغرض تاریخ شاہد ہے کہ فرقہ واریت اور مذہبی منافرت کا طوفان نہ تو کبھی عوام کی طرف سے برپا ہوا ہے اور نہ ہی ان کی گلیوں سے اس قسم کا کوئی جوار بھاٹا اٹھا ہے اور نہ ہی مسند تدریس و افتاء اور مسند رشد و ہدایت پر فروکش سلسلۂ قیل وقال اور سلسلۂ تبلیغ و اخلاق سازی میں مصروف علماء کرام اور اولیاء کرام اس کا پیش خیمہ بنے ہیں، ایسے علماء تو مرنجانِ مرنج، صلح جو اور کریم خصلت وحلیم الطبع ہوتے ہیں، اسلام کی نشرواشاعت میں ایسے ہی علماء حق اور مشائخ عظام کا مؤثر کردار رہا ہے، یہ حضرات معتقدات، فقہ، فروع اور اصول میں بھی کبھی کسی سے اگر اختلاف رائے کا اظہار فرماتے ہیں تو براہین و دلائل کے ساتھ، انتہائی مہذب اور شائستہ وشستہ انداز میں فرماتے ہیں، ان کے اظہار اختلاف میں جارحانہ پن اور تنفر کا عنصر نہیں ہوتا، بلکہ یہ حضرات عوامی اجتماعات، محافل و مجالس میں مختلف فیہ مسائل بیان فرمانے سے احتراز فرماتے تھے، ورنہ دوسرے فریق کے نقطۂ نظر کو چھیڑے بغیر محض اپنا ما فی الضمیر بیان فرما دیتے تھے، اسی طرح عوام الناس جونانِ جویں کے لئے طلوعِ سحر سے غروب شمس تک محنت و مزدوری میں مصروف رہتے ہیں، جو اپنی معمولی اور واجبی سی تعلیم کے باعث ایسے مسائل کا شعور ہی نہیں رکھتے، ان کے لئے ایسے مسائل پر اور وہ بھی فی زمانہ توجہ مرکوز کرنا امر محال ہے۔

تیسرا اختلاف ہے نظریاتی اختلاف جو بلاشبہ ایک زہر اور فتنہ ہے اور حضور اکرم ﷺ نے اسی اختلاف سے بچنے اور دور رہنے کی تلقین وتبلیغ فرمائی ہے، اس نظریاتی اختلاف میں علماءِ حقانی اور مشائخ ربانی نہ تو ملوث ہیں اور نہ ہی اس میں ان کا کوئی کردار ہے اور نہ ہی عوام الناس

اس سے کوئی سروکار رکھتے ہیں تو پھر اس تنفر خیز طوفانِ بلا کے سوتے کس جوہڑ سے پھوٹتے ہیں؟ اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لئے تاریخ کی ورق گردانی کیجئے تو ساری حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ مذہبی فتنہ پروری اور مذہبی گروہ بندی (فرقہ واریت) کی مسموم ہوا ہمیشہ ایوانِ اقتدار کے کائی زدہ تالاب سے اٹھی جسے عمائدین و اعیانِ حکومت نے مزید پھیلایا۔ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی اور اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ کے بلند بانگ دعوے ایوانِ اقتدار کے کاک محل سے ہی بلند ہوئے تھے، اسی طرح مسئلہ خلق قرآن کو لیجئے یہ فتنہ بھی ۲۱۲ھ کو ایوانِ اقتدار سے اٹھا، اس میں کتنے منارۂ علم تہہ تیغ ہوئے، کتنے علمائے حق کی تذلیل و تحقیر ہوئی، گلی گلی مناظرے و مجادلے برپا ہوئے، کس قدر کفر سازی کا بازار گرم ہوا، اسی طرح قیامت میں رویت باری تعالیٰ کی نفی کا مسئلہ ایوانِ اقتدار سے اٹھا، اس میں کتنے علماء کے سر قلم ہوئے اور کتنوں کو پابند سلاسل کیا گیا، رویت باری کا مسئلہ فلاسفہ اور کلامیہ میں مدت مزید تک زیر بحث رہا تو اس کی پشت پر ایوانِ اقتدار تھا، اسی طرح آیت ''ہر نفس نے موت کو چکھنا ہے'' اور دوسری آیت ''بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے'' کے ضمن میں ''نفس'' اور ''شے'' کے حوالے سے ذاتِ باری تعالیٰ پر بحث کے دروازے بذریعہ اعیانِ حکومت ایوانِ اقتدار سے کھلے کہ اللہ تعالیٰ نفس اور شے ہے یا نہیں یعنی کیا اللہ تعالیٰ نے بھی موت کو چکھنا ہے اور کیا اللہ تعالیٰ اپنی ذات پر بھی قادر ہے؟ اسی طرح اوصاف باری تعالیٰ کے حدوث و قدم پر بحثیں ایوانِ اقتدار کے زیر سایہ پروان چڑھیں، نیز مسئلہ امکان بالکذب بقول ہمفرے حکمرانوں کے تنخواہ داروں کا تراشیدہ ہے، اسی طرح دیوبندیہ، قدریہ، جہمیہ، زنادقہ اور خوارج و اعتزال کے گروہ بھی اعیانِ حکومت کی ذہنی عیاشیوں سے سربازار رقص کناں ہوئے، اسی طرح کئی مذہبی تحریکیں بھی حکومتی ایوانوں سے اٹھیں، خود ہمارے ملک میں چند ایک تحریکیں ایوانِ اقتدار سے اٹھائی گئیں، مرحوم ضیاء الحق کے عہد اقتدار کی مذہبی، لسانی اور جہادی تحریکیں اور فرقہ وارانہ مسائل ایوانِ اقتدار کا عطیہ ہیں، روس کے خلاف جہاد کی حقیقت سے کون ناآشنا ہے غرضیکہ کیا آج کی معروف متشدد فرقہ وارانہ تنظیمیں اسی جہاد کا عطیہ نہیں؟ کیا درآمد شدہ مجاہدین ایوانِ اقتدار کے لائسنس یافتہ نہیں؟ ان تنظیموں کے وجود میں آنے سے پہلے کسی ایک مدرسے کے طلبا بھی عملی جہاد میں شریک نہیں ہوئے اور نہ ہی کسی معروف مدرسہ میں جہاد کی تربیت دی جاتی تھی، اب اگر کہیں

ایسا ہو رہا ہے اور اربابِ اقتدار کو نظر آ رہا ہے تو وہ ایوانِ اقتدار کے قدآور آئینے میں اپنا ہی عکس دیکھ رہے ہیں، اسی قسم کے دیگر مذہبی گروہ بندی کے ذرائع و اسباب حکومتی ایوانوں کے مہیا کردہ ہیں جنہوں نے باقاعدہ تحریکوں کا روپ دھار لیا اور بے شمار معصوم جانیں ان تحریکوں کی بھینٹ چڑھ گئیں۔

۱۔ اسی طرح ایوانِ اقتدار کی سازش سے ۱۴۱ھ میں ایک فرقے دیوندیہ کو وجود بخشا گیا جو کہ تناسخ کا قائل تھا، اور ایوانِ اقتدار میں ہی دو سو سال تک پرورش پاتا رہا، آخر ۳۴۰ھ میں معزالدولہ احمد بن بویہ کے اشارے پر پوری ایک جماعت ظاہر ہوگئی جس سے امت میں نہ صرف انتشار و افتراق پڑا بلکہ کئی علماء دین اس مسئلے میں شہید کئے گئے۔

۲۔ اسی طرح تیسرے عباسی حکمران مہدی نے نماز کی امامت کرائی اور بسم اللہ جہر سے پڑھی پھر ایوان کے زیر سایہ اس مسئلہ پر مباحثے و مناظرے کرائے اور آئمہ فقہاء و محدثین کی شدید تحقیر و تذلیل کرائی۔

۳۔ ابن عبدالحکیم کا بیان ہے کہ میں نے امام شافعی سے خود سنا کہ یزید ناقص بن ولید بن عبدالملک نے تخت نشیں ہوتے ہی لوگوں کو قدریہ عقائد کی دعوت دی اور اس عقیدہ پر لوگوں کو پکا کر دیا۔

۴۔ اسی طرح عباسی حکمرانوں نے فقہی اختلاف کو ہوا دینے کے لئے حکم جاری کر دیا کہ فقہ مالکی و شافعی پر عمل کرتے ہوئے ذوی الارحام کو میراث نہ دی جائے بلکہ ان کا حصہ شاہی خزانہ میں جمع کرا دیا جائے جب فقہاء آپس میں نہ ٹکرائے تو معتضد نے ۲۸۳ھ میں پھر یہ حکم دیا کہ آئندہ فقہ حنفی کے مطابق قریبی عصبات کے بعد ذوی الارحام کو میراث دی جائے یعنی ایوان اقتدار نے امت کو لڑانے کی بھرپور کوشش کی۔

۵۔ اسی طرح مقتدر کے عہد حکومت میں ۳۱۶ھ میں ایوانِ اقتدار سے حنبلیوں اور حنفیوں میں ایک اور نزاع کی کوشش کی گئی بقول علامہ سیوطی آیت عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ کے معنی و مفہوم پر ایک بہت بڑا نزاع کھڑا کیا گیا حنبلی اس کا معنی کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر جلوہ فگن فرمائے گا جبکہ احناف و شوافع کا

کہنا تھا کہ مقامِ محمود سے مراد یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ شفاعت فرمائیں گے اس بحث میں کئی لوگ مارے گئے۔

۶۔ اس کے علاوہ مزید ملاحظہ فرمائیں کہ ایوانِ اقتدار کس طرح چالاکی و ہوشیاری سے اہل علم میں افتراق کے اسباب پیدا کرتا ہے اور پھر ان کی رسوائی کے تماشے دیکھتا ہے، ۷۹۱ھ میں امیر تیمور نے علم کلام و عقائد کے دو پہاڑوں علامہ سعدالدین تفتازانی اور علامہ سید شریف جرجانی کو آپس میں ٹکرا دیا، موضوع علامہ زمخشری معتزلی صاحب تفسیر کشاف کا یہ قول تھا کہ اُولٰئِکَ عَلیٰ هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ میں استعارہ تبعیہ اور استعارہ تمثیلیہ دونوں جمع ہو گئے ہیں، ایوانِ اقتدار کے زیر سایہ اس مناظرے کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ حکم نعمان الدین خوارزمی کو بنایا گیا جو کہ علم معانی و بیان سے قطعی نابلد تھا، اسی طرح امیر تیمور نے اپنے باطنی شر کی تسکین کے لئے علامہ تفتازانی اور علامہ جرجانی کے درمیان ایک اور مناظرہ کرایا اور موضوع دیا کہ ''غصہ جذبۂ انتقام کا باعث بنتا ہے یا انتقام کا جذبہ غصہ کا سبب بنتا ہے'' پھر تیمور نے خود ہی پہلی شق علامہ جرجانی کو اور دوسری علامہ تفتازانی کو دی، یعنی ایوان اقتدار کی ذہنی فتنہ سامانیاں ملاحظہ ہوں کہ کس طرح وہ محققین کی تذلیل کا سامان کر رہے ہیں اور ان محققین کے تلامذہ کو کس طریقے سے نظریاتی اختلافات میں الجھا کر خیر کے امور میں رکاوٹ ڈالی گئی ہے تاریخ بخارا میں ہے کہا جاتا ہے کہ اسی طرح کے ایک مناظرہ میں علامہ تفتازانی نے زک اٹھائی اور اسی صدمہ میں ۲۲/محرم ۷۹۲ھ کو سمرقند میں فوت ہو گئے ان کی تدفین سرخس میں ہوئی۔[۱]

۷۔ اسی طرح حاکم شیراز سلطان یعقوب بائندری نے محقق جلال الدین دوانی کے ساتھ میر صدرالدین شیرازی اور اسحاق تبریزی کے لایعنی موضوعات پر مناظرے کروائے تھے۔ بعد ازاں اپنے عمائدین میں بیٹھ کر ان محققین کا مذاق اڑاتا تھا مگر تینوں محققین سلطان بائندری کی سازش کو سمجھ گئے تھے اس لئے ان کے باہمی تعلقات میں کوئی فرق نہ آیا چنانچہ سلطان بائندری نے بھی ان تینوں حضرات کو الگ الگ شہروں میں روانہ کر دیا۔

اسی طرح شخصیت پرستی اور اس میں غلو کی تبلیغ کا آغاز بھی منظم طریقے سے ایوانِ

اقتدار سے ہی ہوا، پھر اقتدار سے منسلک اور ان کے حاشیہ برداروں نے ایوان کی مقتدر اکائی کو خوش کرنے کے لئے یہ آگ ایسی بھڑکائی کہ نار نمرود کے شعلے بھی شرمانے لگے، اسی طرح ایوانِ اقتدار سے منسلک نام نہاد علماء نے مذہبی وفقہی اختلاف و مناقشات کو پروان چڑھانے میں خاص کردار ادا کیا ہے غرض کہ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ فرقہ واریت اور مذہبی گروہ بندی کی تحریکیں ہمیشہ ایوانِ اقتدار کے زیر سایہ ہی پروان چڑھی ہیں ورنہ اجتہادی وفروعی اختلافات تو عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے چلے آ رہے ہیں نہ تو کسی نے کسی کو کافر کہا اور نہ کسی نے کسی کو قتل کیا۔ فقہی اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کی کتب کو اپنے مدرسوں میں پڑھاتے رہے اور آج بھی دینی مدارس کا نصاب تعلیم اس کا گواہ ہے۔

ملا نظام الدین محمد سہالوی (م ۱۱۶۱ھ) کا مرتب کیا ہوا نصاب درس نظامی کم و بیش پونے تین سو سال تک من وعن احناف کے مدارس دینیہ میں پڑھایا گیا ہے اس نصاب میں غیر حنفی علماء کی کتب شامل ہیں بلکہ بعض اہل تشیع اور معتزلہ کی کتب بھی شامل نصاب ہیں، مگر احناف نے فقہی اختلاف کو علم کے دروازے بند کرنے کا سبب نہیں بننے دیا۔ نصاب میں شامل غیر حنفی کتب اور ان کے مصنفین کی مختصر تفصیل پیش خدمت ہے۔

تفسیر:

احناف کے مدارس میں تفسیر جلالین، تفسیر بیضاوی، تفسیر صاوی بڑے اہتمام سے پڑھائی جاتی ہیں۔ جلالین کے مصنفین جلال الدین محلی اور جلال الدین سیوطی دونوں شافعی ہیں اسی طرح بیضاوی اور صاوی کے مصنفین بھی شافعی ہیں، مگر تینوں تفاسیر اب تک احناف کے مدارس میں شامل نصاب ہیں اور فقہی اختلاف سے صرف نظر کرتے ہوئے پڑھائی جا رہی ہیں، اسی طرح ابو القاسم محمود بن عمر المعروف جار اللہ زمخشری جو ۴۶۷ھ کو خوارزم میں پیدا ہوئے وہ اپنے معتزلی ہونے پر فخر کرتے تھے اور اپنا تعارف ابو القاسم المعتزلی کے الفاظ سے کرواتے تھے، علامہ ابن خلدون، ابن قیم، علامہ سیوطی، شرف الدین طیبی اور ابو حیان اندلسی نے ان کی تفسیر کشاف پر تبصرہ کرتے ہوئے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں، اس کے باوجود تفسیر کشاف حنفی مدارس میں مقبول ہے اور پڑھائی جاتی ہے اور اسے ریفرنس بک کا درجہ حاصل ہے۔

حدیث :

ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل المعروف امام بخاری اپنے ایام تقلید میں پہلے حنبلی پھر شافعی رہے پھر مجتہد فی المسائل ہو کر خود مختار ہو گئے، باوجود اس کے کہ امام بخاری نے امام ابوحنیفہ سے ایک روایت بھی نہیں لی پھر بھی ان کی تصنیف صحیح بخاری کو احناف میں قبول عام حاصل ہے اور حنفی مدارس (دیوبندی و بریلوی) میں نہ صرف پڑھائی جاتی ہے بلکہ ختم بخاری کی تقریب نہایت اہتمام سے منعقد کی جاتی ہے۔

امام ابوداؤد سجستانی (م ۲۷۵ھ) کے اساتذہ میں امام احمد بن حنبل سرفہرست ہیں اور سنن ابو داؤد مکمل کر کے انہوں نے امام احمد بن حنبل سے ہی سند تعریف حاصل کی، امام ابو داؤد اپنے استاذ سے بے حد متاثر تھے، اسی لئے انہوں نے ایسی احادیث کا کم ہی استیعاب کیا ہے جن سے فقہاء احناف نے استدلال کیا ہے اس کے باوجود ان کی سنن ابو داؤد حنفی مدارس میں دورۂ حدیث میں پڑھائی جاتی ہے اور حنفیوں نے ہی سب سے زیادہ اس کی شروحات لکھی ہیں۔

امام احمد بن شعیب نسائی ۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے، یہ حنبلی یا مالکی تھے جب یہ دمشق میں گئے تو وہاں کے خوارج نے امام نسائی کو شیعیت کے الزام میں اس قدر زدوکوب کیا کہ ڈھائی ماہ بعد رملہ میں وہ فوت ہو گئے، ابن حجر عسقلانی کی توضیحات کے باوجود ان پر تشیع کا الزام ہے بایں ہمہ ان کی تصنیف سنن نسائی حنفی مدارس میں دورۂ حدیث میں پڑھائی جاتی ہے اور احناف میں مقبول ہے۔

امام محمد بن عیسیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ) کی کتاب سنن ترمذی جسے جامع سنن بھی کہا گیا ہے اس میں امام ترمذی نے جو اصطلاحات و رموز ذکر کی ہیں، اس میں احناف کو وہ اہل الرائے کہتے ہیں جبکہ امام سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ کے ذکر میں بعض اہل کوفہ کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں، اس قدر اعراض کے باوجود امام ترمذی کی سنن ترمذی صحاح ستہ میں شامل اور احناف کے مدارس کے نصاب میں داخل ہے۔

نخبۃ الفکر:

اسی طرح ابن حجر عسقلانی جو انتہائی زود خواں اور زود نویس تھے، معروف محدث اور نقد و جرح میں بے مثال تھے، ان کے قلم میں بلا کی جراحت ہے، حنفی فقہاء تو بطور خاص ان کے نوک

قلم کا نشانہ تھے، اس کے باوجود ان کی جرح وتعدیل کی کتب مدارس حنفیہ میں مقبول ہیں اور اصول حدیث میں ان کی کتاب نخبۃ الفکر حنفی مدارس میں پڑھائی جا رہی ہے حالانکہ احناف کی تجریح میں انہوں نے کوئی رعایت نہیں کی۔

دیوانِ حماسہ:

یہ دیوان عربی ادب میں احناف کے مدارس میں شامل نصاب ہے اس کا مصنف ابو تمام حبیب بن اوس ۱۸۸ھ میں پیدا ہوا، معتزلی قاضی القضاۃ احمد بن ابی داؤد نے ہی اس کو خلیفہ معتصم کے پاس سامرہ بھیجا تھا، نیشاپور کے حاکم عبداللہ بن طاہر معتزلی کا منظور نظر تھا، بے شمار تذکرہ نگاروں نے ابو تمام حبیب کو معتزلی لکھا ہے اس کا دیوان حماسہ احناف کے مدارس میں شامل نصاب ہے۔

دیوانِ متنبّی:

احمد بن حسین الکندی ۳۰۳ھ کوفہ میں پیدا ہوا، اپنی فصاحت و بلاغت کے زور پر اس نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا تھا پھر توبہ کر لی تھی، آخر دربدر کی خاک چھانتے ہوئے بویہ خاندان کے حکمران عضدالدولہ کے پاس شیراز چلا گیا اور بویہ فرقے کے رنگ میں رنگ گیا بویہ بھی اہل تشیع کی ایک شاخ ہے، اس کا دیوانِ متنبّی حنفی مدارس میں شامل نصاب رہا ہے۔

نفحۃ الیمن:

شیخ احمد یمنی شروانی یمن میں پیدا ہوا، پھر وہاں سے کلکتہ ہندوستان میں پہنچا اور غازی الدین حیدر کا مصاحب بن گیا، پھر بھوپال گیا، بمبئی گیا، اس کا انتقال پونا میں ہوا، ان پر شیعیت کا الزام تھا اس کے باوجود ان کی کتاب عربی ادب میں ''نفحۃ الیمن'' حنفی مدارس کے نصاب میں شامل رہی حالانکہ اس کتاب کے جواب میں حسین بخش کاکوروی نے نفحۃ الہند' رضا حسن خاں کاکوروی نے اعتراضات علی نفحۃ الیمن اور مولانا اعزاز علی دیوبندیؒ نے نفحۃ العرب لکھی تھی۔

صرف بہائی :

بہاؤ الدین عاملی ۹۵۳ھ میں شام میں پیدا ہوئے ان کے والد عقائد شیعہ میں انتہائی سخت تھے، اس لئے وہ شام سے ایران آ گئے، شیخ بہاؤ الدین عرف شیخ بہائی اصفہان میں عہدۂ قضا پر مامور تھے، شیخ بہائی شیعہ تھے، عربی زبان کے قواعد پر ان کی کتاب صرف بہائی حنفی مدارس کے نصاب میں شامل رہی ہے اور علم صرف کی ابتدا اسی کتاب سے کرائی جاتی ہے۔

صرف زنجانی :

عبدالوہاب بن ابراہیم زنجانی (م ۶۵۵ھ) شافعی المسلک تھے، علامہ تاج الدین سبکی (م ۷۷۱ھ) نے ان کے والد کو بھی شافعی المسلک لکھا ہے، علم صرف میں ان کی کتاب التصریف العزی المعروف زنجانی حنفی مدارس میں پڑھائی جاتی رہی ہے اور اساتذہ اسے اپنے مطالعہ میں رکھتے ہیں۔

مائۃ عامل :

عبدالقاہر بن عبدالرحمٰن جرجانی (م ۴۷۱ھ) نے محمد بن حسین سے علوم میں تکمیل فرمائی، مذہباً شافعی اشعری تھے، علم نحو اور بلاغت میں عدیم النظیر تھے، علم نحو میں ان کی کتاب مائۃ عامل حنفی مدارس میں شامل نصاب ہے اور علم بلاغت میں ان کی کتاب اسرار بلاغت ایک عرصہ تک حنفی مدارس میں پڑھائی جاتی رہی ہے۔

صرف میر، نحو میر، میر قطبی، صغریٰ کبریٰ، امورِ عامہ:

علی بن محمد بن علی السید زین ابوالحسن الحسینی المعروف سید شریف جرجانی صوبہ جرجان کی مضافاتی بستی طاغو میں ۷۴۰ھ کو پیدا ہوئے، ان کا سلسلۂ نسب تیرہویں پشت میں محمد بن زید الداعی سے جا ملتا ہے، اپنے جد امجد محمد بن زید الداعی کے معتقدات کے حامل تھے اور مائل بہ شیعیت تھے، علامہ سعدالدین تفتازانی نے ہی ان کو شاہ شجاع سے ملوایا تھا، سید شریف جرجانی نے محقق طوسی کی کتاب تجرید العقائد والکلام جو شیعی علم کلام میں بہترین متن شمار ہوتی ہے جس کی شرح

شمس الدین محمود اصفہانی نے لکھی تھی اس پر حاشیہ سید شریف جرجانی نے لکھا ہے جو اس قدر مقبول ہوا کہ اصل ماند پڑ گئی، شرح تجرید از حلی م ۲۶ےھ اب بھی بعض شیعی مدارس میں پڑھائی جا رہی ہے، انہی سید شریف جرجانی کی کتابیں صرف میر، نحو میر، علم منطق میں شرح ایسا غوجی۔ شرح قطبی یعنی میر قطبی۔ صغریٰ کبریٰ یہ رسالہ منطق کی ابتدائی اصطلاحات کی توضیح میں متداول ہے، حنفی مدارس کے نصاب میں شامل ہے، بلاغت میں حاشیہ مطول اور علم کلام میں شرح مواقف (امورِ عامہ) اور فن مناظرہ میں شریفیہ یہ تمام کتب حنفی مدارس کے نصاب تعلیم میں شامل ہیں۔ یعنی ایک ہی شیعہ محقق کی آٹھ کتابیں مدارس حنفیہ میں پڑھائی جاتی رہی ہیں اور تادمِ تحریر شامل نصاب ہیں۔

رسالہ قطبیہ :

ابوعبداللہ قطب الدین محمد بن محمد رازی (م ۶۶ےھ) رے کے مضافاتی گاؤں دوا میں پیدا ہوئے، علوم مروجہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے، علامہ تاج الدین سبکی لکھتے ہیں، میں نے رازی کو منطق و فلسفہ میں امام پایا اور وہ تفسیر، بیان اور معانی کے متبحر عالم تھے، علامہ سبکی نے رازی کا تذکرہ طبقات الشافعیہ میں کیا ہے مگر زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ وہ نسبی طور پر آل بویہ سے ہیں اور آل بویہ بالاتفاق شیعہ ہیں، اس لئے علامہ نوراللہ شوستری نے اپنی کتاب مجالس المؤمنین میں رازی کو شیعہ لکھا ہے، اسی رازی کی کتاب رسالہ قطبیہ اور شرح رسالہ شمسیہ (یہ دونوں علم منطق میں ہیں) مدارس حنفیہ میں پڑھائی جاتی رہی ہیں اور درس نظامی کے نصاب میں شامل ہیں۔

صدرا :

محمد بن ابراہیم شیرازی ملقب بہ صدرالدین المعروف ملا اخوند یا ملا صدرا ۹۷۹ھ کو شیراز میں پیدا ہوئے، اس کے موقر استادوں میں بہاؤ الدین عاملی (صرف بہائی والے شیعہ) اور ملا میر باقر داماد (شیعہ) کے نام قابل ذکر ہیں، اپنے فلسفیانہ نظریات کے سبب ملحد گردانے جاتے تھے، حاکم شیراز نے ان کے لئے شیراز میں ہی ایک مدرسہ قائم کر دیا تھا جس میں وہ تدریسی و تصنیفی کام انجام دیتے رہے، انہوں نے مشہور شیعہ عالم شیخ کلینی کی معروف تالیف اصول کافی کی نامکمل شرح بھی لکھی تھی، بایں ہمہ فلسفہ میں ان کی کتاب شرح ہدایت الحکمۃ المعروف صدرا حنفی مدارس میں پڑھائی جاتی رہی ہے۔

ہدایۃ المجتہد :

ابوالولید محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رشد المعروف ابن رشد ۵۲۰ھ میں قرطبہ میں پیدا ہوئے، پہلے حاکم مراکش ابو یعقوب الموحد کے دربار میں گئے اور درباری طبیب مقرر ہوئے بعد ازاں اشبیلہ اور پھر قرطبہ کے قاضی مقرر ہوئے، وہ کسی امام کی تقلید کو ضروری نہیں سمجھتے تھے، البتہ کہیں کہیں حسب منشاء وضرورت فقہاء کی نظائر سے مدد لیتے تھے، ابن رشد پر الحاد کا الزام لگا کر اس کی فلسفیانہ کتب کو تلف کر دینے کا فتویٰ دیا گیا، بایں ہمہ طب میں اس کی کتاب الکلیات عرصہ تک احناف کے مدارس میں پڑھائی جاتی رہی جبکہ فقہ میں ان کی کتاب ہدایۃ المجتہد اب بھی احناف کے مدارس میں شامل نصاب ہے۔

شرح الفیہ :

بہاؤ الدین عبداللہ بن عبدالرحمٰن المعروف ابن عقیل حضرت عقیل ابن ابی طالب کی اولاد سے ہیں اسی نسبت سے ابن عقیل کنیت کرتے ہیں، ۶۹۴ھ کو قاہرہ (مصر) میں پیدا ہوئے مسلکاً شافعی تھے اور فقہ شافعی پر انہوں نے الجامع النفیس کے نام سے کتاب بھی لکھی تھی، علم نحو میں ان کی کتاب شرح الفیہ حنفی مدارس میں پڑھائی جاتی رہی ہے، خاص طور پر اساتذہ اس کتاب کو اپنے مطالعہ میں ضرور رکھتے تھے۔

الفیہ :

ابوعبداللہ جمال الدین محمد بن عبداللہ بن مالک الطائی الشافعی ۶۰۰ھ کو اندلس میں پیدا ہوئے، ان کی وفات دمشق میں ہوئی بنیادی طور پر نحوی تھے، ان کی کتب الفیہ، الکافیہ الشافیہ مدارس حنفیہ میں پڑھائی جاتی تھیں اور اب بھی مدارس میں ان کی یہ کتب بطور تشریحی حوالہ جاتی کتب کے نصاب میں شامل ہیں۔ یہ شافعی تھے، ان کی ایک اور کتاب الاعتصاد بین الظاء والضاد بھی ہے جو بریلوی احناف کی مخالفت میں ہے۔

مقدمہ اصول تفسیر :

تقی الدین ابوالعباس احمد بن شیخ شہاب الدین المعروف امام ابن تیمیہ ۶۶۱ھ کو حران

میں پیدا ہوئے، فلسفہ وحدت الوجود کے سخت ترین مخالف تھے، شیخ اکبر ابن عربی پر سخت تنقید کرتے تھے، وہ آئمہ اربعہ میں سے کسی کے مقلد نہ تھے یعنی خود مختار مجتہد تھے، معتقدات میں تشدد کی بنیاد انہوں نے ہی رکھی تھی، اس کے باوجود احناف کے وفاق المدارس کے نصاب تعلیم میں ان کی کتاب مقدمہ فی اصول التفسیر شامل ہے۔

نور الانوار:

ملا احمد یا ملا جیون (م ۱۱۳۰ھ) جو اورنگزیب عالم گیر کے دربار سے منسلک رہے، امیٹھی میں پیدا ہوئے اور وہیں مدفون ہوئے، سلسلۂ قادریہ میں مرید و مجاز بیعت تھے نیز چشتی سلسلے سے بھی ان کا تعلق رہا، اصول فقہ میں ان کی کتاب نور الانوار احناف کے بریلوی مدارس کے علاوہ احناف کے دیوبندی مدارس میں بھی پڑھائی جاتی ہے اور اس کے حواشی و شروح حنفی دیوبندی علماء نے لکھے ہیں۔

مفید الطالبین:

مولانا احمد حسن نانوتوی ۱۲۴۱ھ میں نانوتہ میں پیدا ہوئے، ۱۸۵۷ء کی تحریک کے مخالف اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے حق میں رائے رکھتے تھے، ان کے بھائی مولانا محمد منیر نانوتوی ۱۸۹۴ء میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم تھے، مولانا احمد حسن اسی دارالعلوم میں فوت ہوئے اور دارالعلوم کے قبرستان میں ہی مدفون ہیں، ان کی کتاب مفید الطالبین حنفی بریلوی مدارس میں پڑھائی جاتی تھی۔

میبذی:

میر حسین میبذی یزدی، یزد کے قریب میبذ نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ محقق جلال الدین دوانی کے شاگرد ہیں، سلطان یعقوب بائندری نے قاضی صفی الدین عیسیٰ تبریزی کی سفارش پر میر حسین میبذی کو یزد اور ملحقات کا قاضی مقرر کیا تھا، شاہ اسمٰعیل صفوی نے ۱۰۹۶ھ کو دشمنی کی بنا پر اسے قتل کروا دیا تھا، میر حسین میبذی متشدد شیعہ تھا، اس نے اثیر الدین ابہری کی کتاب ہدایۃ الحکمت کی شرح لکھی تھی جو ان کے نام پر میبذی مشہور ہے جو کہ حنفی مدارس کے درس نظامی کے نصاب میں شامل ہے اور پڑھائی جاتی ہے۔

کافیہ:

جمال الدین ابوعمرو عثمان المعروف ابن حاجب (م ۶۴۶ھ) مضافات مصر میں پیدا ہوئے، ان کے استادوں میں امام شاطبی اور ابومنصور انباری کے نام قابل ذکر ہیں، ابن حاجب مالکی تھے اور دمشق میں جامع اموی میں فقہ مالکی کی تعلیم دیتے رہے اور فقہ مالکی پر ایک رسالہ (مختصر فی الفروع) بھی لکھا، علم نحو میں ان کی کتاب کافیہ حنفی مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔

بریلویوں کی وسعت قلبی:

موجودہ پاک و ہند میں ایک ڈیڑھ صدی قبل حنفی دو حصوں میں تقسیم ہو گئے یعنی حنفی بریلوی اور حنفی دیوبندی۔ ان میں سے بریلوی حنفیوں نے قابل تعریف فراخ دلی کا ثبوت دیا ہے۔ اپنے مدارس میں ہر وہ کتاب پڑھا رہے ہیں جن کے حواشی، شروح اور تراجم دیوبندی حنفیوں نے کئے ہیں، یہاں تک کہ فارسی، صرف، نحو، فقہ، اصول فقہ، حدیث وغیرہ کی وہی کتب اپنے نصاب میں رکھی ہیں جن کی شروح وغیرہ دیوبندی احناف کے مولانا عاشق الٰہی میرٹھی، مولانا عبدالعلی بحرالعلوم، مولانا اعزاز علی دیوبندی و دیگر نے فرمائی ہیں، اس کا یہ مطلب بھی نہ سمجھا جائے کہ بریلوی احناف نے اس میدان کو خالی چھوڑ دیا ہے۔ بلکہ دیوبندی احناف کے مدارس میں بریلوی مسلک کے اکابر متقدمین کی کتب پڑھائی جاتی ہیں جیسے ملا جیون کی نور الانوار، شیخ عبدالعزیز پرہاروی (ملتانی) کی علم کلام میں نبراس اور اصول حدیث میں کوثر النبی، امام معقولات مولانا عبداللہ تلنبوی (ملتانی) کی میزان المنطق اور بدیع المیزان، مولانا فضل امام خیرآبادی کی مرقات اور مولانا فضل حق خیرآبادی کی فلسفہ وحکمت میں ہدیہ سعیدیہ دیوبندی احناف کے نصاب میں شامل ہیں خلاصہ یہ کہ درس نظامی میں سترہ علوم پر مشتمل نوے کتابیں پڑھائی جاتی ہیں جن میں سے ۳۹ کتب غیر حنفی یعنی شوافع، حنابلہ، مالکیہ، معتزلہ اور اہل تشیع کی ہیں۔

بہرحال میری تحقیق کے مطابق فقہی اختلافات کو پروان چڑھا کر فرقہ واریت کی دہلیز پر لانے میں دینی مدارس کا کوئی کردار نہیں ہے، نیز اجتہادی اور فروعی اختلاف کو دینی مدارس کوئی اہمیت نہیں دیتے، اگر ایسا ہوتا تو احناف کے مدارس میں موطأ امام مالک، مسند احمد سے لے کر

شوافع تک کی کوئی کتاب نہ پڑھائی جاتی بلکہ یہاں تو اہل تشیع اور معتزلہ وغیرہ کی کتب بھی پڑھائی جاتی ہیں، بریلوی مدارس میں دیوبندی علماء کے تراجم، حواشی اور شروح والی کتب پڑھائی جاتی ہیں اور دیوبندی مدارس میں بریلوی علماء کی کتب پڑھائی جاتی ہیں تو پھر فقہی فرقہ واریت کہاں سے پروان چڑھی، یہ نظریاتی اختلاف کی بادسموم کہاں سے چلی ہے؟ اس کا جواب تاریخ کی کتب سے مل جاتا ہے، جس کا خلاصہ میں نے ابتدا میں تحریر کردیا ہے۔

راجپوت انٹرنیشنل منی چینجرز

عامر چیمبرز' شاپ نمبر B-38 بالمقابل پی آئی اے سیارگاہ
گلشنِ اقبال مین یونیورسٹی روڈ کراچی

گلشنِ اقبال میں ایک نیا منی چینجنگ پوائنٹ

فون: 4984028 موبائل: 0300-9243903 -0300-9244061

جی ہاں...... !

مجلّہ فقہِ اسلامی کی معاونت ثواب' مطالعہ مفید......

راشد بھائی

فقہی معلومات کا خزینہ مجلّہ فقہ اسلامی خود پڑھیے اپنے احباب کو پیش کیجیے......

New Tech Bearings Faisalabad

SKF Authorised Dealer